صلہ رحمی کی اہمیت اور اس کے ثمرات

سیرتِ طیبہ کی روشنی میں

مولوی محمد طاہر خان
متعلم تخصصِ علومِ حدیث، جامعہ

اس پرفتن دور میں ہمارا معاشرہ بہت سارے مسائل کا شکار ہے، ان میں سے ایک بہت بڑا مسئلہ اہلِ معاشرہ میں محبت وہم آہنگی اور اتفاق کا فقدان، ایک دوسرے سے نفرت، عصبیت، حسد، بغض کا بڑھ جانا ہے، حالانکہ اگر دیکھا جائے تو اللہ رب العزت نے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ساتھ صلہ رحمی، عفو و درگزر کرنے اور آپس میں بھائی چارگی کی تعلیم دی ہے اور ان پر انعامات کا وعدہ فرمایا ہے۔ مسلمان تو مسلمان! دینِ اسلام میں تو ذمیوں کے حقوق کی بھی رعایت رکھی گئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقوال وافعال کے ذریعہ صلہ رحمی کی اہمیت وضرورت کو بیان کیا ہے۔

صلہ رحمی کا معنی ومفہوم

صلہ رحمی کا مطلب ہے: اپنے نسبی عزیزوں اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا، ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا، ان کے احوال کی رعایت کرنا۔ نسبی رشتہ دار سے مراد وہ ہے جو آپ کا پیدائشی رشتہ دار ہو، چاہے وہ والد کی طرف سے ہو یا والدہ کی طرف سے ہو، قریب کا ہو یا دور کا ہو، چنانچہ علامہ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

”صلة الرحم، وهي كناية عن الإحسان إلى الأقربين، من ذوي النسب والأصهار، والتعطف عليهم، والرفق بهم، والرعاية لأحوالهم.“(۱)

اور یہی معنی مشہور حنفی محدث وفقیہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”مرقاة المفاتيح“ میں علامہ ابن الاثیرؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔(۲)

صلہ رحمی اور ارشادِ باری تعالیٰ

اللہ رب العزت کا ارشادِ گرامی ہے:

''وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ أَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ''(۳)

ترجمہ: ''اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم کیا ہے، ان کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور سخت عذاب کا اندیشہ رکھتے ہیں۔'' (ترجمہ بیان القرآن)

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ رب العزت نے اہلِ ایمان کو صلہ رحمی کی تعلیم دی ہے، چنانچہ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''من صلة الأرحام، والإحسان إليهم''(۴)

یعنی قریبی رشتہ داری نبھائے رکھنا، اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، اور اسی پر بس نہیں، بلکہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے اس مرجعِ کائنات کی بھی تعیین کردی، جس کی بنی آدم کو سخت ضرورت تھی، چنانچہ اللہ رب العزت کا فرمانِ گرامی ہے:

''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا''(۵)

ترجمہ: ''تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ سے اور روزِ آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتا ہو، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔'' (ترجمہ بیان القرآن)

چنانچہ اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے تمام احکامات پر چاہے ان کا تعلق بدن سے ہو، مال سے ہو، عمل کرنے کے ایک مشکل ترین مسئلے کا حل بتلا کر تمام مشکلات آسان فرما کر امت کو ایک بہترین مرجع عطا فرمادیا، اسی آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''هٰذه الآية الكريمة أصل كبير في التأسي برسول الله صلى الله عليه وسلم في أقواله وأفعاله وأحواله.''(۶)

یعنی یہ آیتِ کریمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، اور احوال کی پیروی کرنے میں ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو قابلِ عمل ہے، چاہے اس کا تعلق اقوال سے ہو، افعال سے ہو، احوال سے ہو، (الا یہ کہ جو افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں)، اور کیوں نہ ہو، جبکہ اللہ

رب العزت نے اس آیتِ مبارکہ کے ذریعہ ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَأَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا أَعْمَالَکُمْ۔''(۷) روزِ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو ایک اصول فراہم کردیا، اور اُمتِ مسلمہ کو اپنے اعمال پرکھنے کے لیے ایک کسوٹی مہیا کردی کہ ہر عمل رسول اللہ ﷺ کے طریقوں پر ہو، اور اسی میں دونوں جہاں کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''ثم أمر تبارك وتعالیٰ عبادَہ المؤمنین بطاعتہٖ وطاعۃ رسولہ التي ھي سعادتھم في الدنیا والآخرۃ.''(۸)

ترجمہ: ''پھر اللہ رب العزت نے اپنے ایمان والے بندوں کو اپنی، اور اپنے رسول (ﷺ) کی اس اطاعت کا حکم دیا، جو کہ دنیا وآخرت دونوں میں ان کے لیے نیک بختی کا ذریعہ ہے۔''

صلہ رحمی کی اہمیت اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات

جب جب ضرورت پڑتی گئی جناب رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو منشا خداوندی کے مطابق مختلف تعلیمات سے آشنا کرتے گئے، یہ تعلیمات کبھی آپ نے اپنے اقوالِ مبارکہ کے ذریعہ دی تو کبھی ان اقوالِ مبارکہ کو اپنے افعالِ مبارکہ کے سانچے میں ڈھال کر اُمت کے سامنے پیش کرکے ان کی آنے والی مشکلات کو آسان فرمایا، چنانچہ بہت ساری احادیث مبارکہ جن میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو صلہ رحمی کی تعلیم دی، کبھی تو یہ تعلیمات آپ ﷺ نے صلہ رحمی کی اہمیت اجاگر کرکے دیں، تو کبھی صلہ رحمی اور دینِ اسلام کے درمیان ایک مضبوط تعلق بتلا کردیں، تو کبھی بذاتِ خود اپنے قریبی رشتہ داروں کی خدمت کرکے ان تعلیمات سے ہمیں روشناس کیا۔ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں:

۱:''الرحم معلقۃٌ بالعرش تقول: من وصلني وصلہ اللہ ومن قطعني قطعہ اللہ.''(۹)

ترجمہ: ''رحم یعنی رشتہ داری عرش سے لٹکی ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ جس نے مجھے جوڑ دیا، اللہ رب العزت اس کو جوڑ دے گا، اور جس نے مجھے توڑ دیا اللہ رب العزت اسے توڑ دے گا۔''

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے صلہ رحمی کی اہمیت کے ساتھ ساتھ صلہ رحمی اور دینِ اسلام کا آپس میں ایک گہرے تعلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صلہ رحمی کی عظمت، اس کے جوڑنے والے کی عظمت، اور اس کے توڑنے والے کو اس کے وبال کے مستحق ہونے کی خبر دی ہے، چنانچہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وذکر مقامھا وتعلقھا ھنا ضرب، وحسن استعارۃ علی مجاراۃ کلام

العرب لتعظيم شأن حقها.''(۱۰)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کا مفہوم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

''والمراد تعظيم شأنها وفضيلة واصليها وعظيم إثم قاطعيها بعقوقهم''(۱۱)

''مراد اس سے صلہ رحمی کی عظمتِ شان، اور اس کے جوڑنے والے کی فضیلت اور اس کے توڑنے والے کے وبال کے مستحق ہونے کو بیان کرنا ہے۔''

اسی طرح حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا جو کہ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن ہیں، وہ فرماتی ہیں:

۲:''قدمت علي أمي وهي مشركة في عهد قريش، فقلت: يارسول الله! إن أمي قدمت علي وهي راغبة، أفأصلها؟ قال: نعم صليها.''(۱۲)

یعنی: ''میری والدہ شرک کی حالت میں (مکہ سے مدینہ) آئی، جبکہ قریش کے ساتھ صلح کا زمانہ تھا (مراد اس سے صلح حدیبیہ ہے، چونکہ صلح حدیبیہ میں مسلمانوں اور مشرکینِ مکہ درمیان جنگ بندی کا معاہدہ ہو چکا تھا اور اسی صلح کے زمانے میں آپؓ کی والدہ مدینہ آئی تھیں۔''

پس میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں، حالانکہ وہ اسلام کے قبول کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتیں، کیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

معلوم ہوا کہ قریبی رشتہ دار اگر مشرک ہو تب بھی شریعت محمدیہ میں اس کے حقوق کی رعایت رکھی گئی ہے، اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''فيه جواز صلة المشرك ذي القرابة.''(۱۳)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک فعلی حدیث ہے جس کے راوی حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ ہیں، وہ فرماتے ہیں:

۳:''رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يقسم لحمًا بالجعرانة إذ أقبلت امرأة حتى دنت إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فبسط لها رداءهٗ، فجلست عليه، فقلت: من هي؟ فقالوا: "هٰذه" أمه التي أرضعته.''(۱۴)

ترجمہ: ''میں نے جعرانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ اچانک ایک عورت آئیں، یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک ان کے لیے بچھادی، سو وہ اس پر بیٹھ گئیں، میں نے پوچھا کہ یہ عورت کون ہیں؟

انہوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ماں ہے، جنہوں نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔''

صلہ رحمی کے ثمرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے تناظر میں

ذخیرۂ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلہ رحمی کے فائدے بتلاتے ہوئے کہیں تو اس کو رزق کی فراخی کا سبب، کہیں عمر دراز ہونے کا ذریعہ، کہیں رشتہ داروں کی باہمی محبتوں کی زیادتی کا سبب، کبھی رحمتوں کے نزول کا وسیلہ، کہیں جہنم جیسے عذاب سے خلاصی کا ذریعہ، یہاں تک کہ جنت جیسی عظیم نعمت کے حصول کا سبب قرار دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۴: ''مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَ يُنْسَأَ لَهٗ فِيْ أَثَرِهٖ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ.''(۱۵)

ترجمہ: ''جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی اور عمر میں برکت ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔''

اسی طرح ایک دوسری روایت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

۵: ''تَعَلَّمُوْا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ، مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ، مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ.''(۱۶)

''تم اپنے انساب میں سے اتنا سیکھو کہ جس کے ذریعہ تم اپنے قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرسکو، بے شک قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا باہمی محبت کا سبب، کثرتِ مال کا ذریعہ اور درازیِ عمر کا باعث بنتا ہے۔''

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلۂ رحمی کو بارانِ رحمت کا سبب بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

۶: ''لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ.''(۱۷)

''اس قوم پر رحمت نہیں اترتی جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔''

اس حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلہ رحمی کی اہمیت بتلانے کے ساتھ ساتھ یہ خبر بھی دے رہے ہیں کہ تم میں سے جو رب ذوالجلال کی رحمت کا متقاضی ہو، اسے چاہیے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، یہاں تک کہ ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۷: ''لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ.''(۱۸)

ترجمہ: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قطع رحمی کرنے والے کی دخولِ جنت سے نفی فرما کر جنت کے حصول

کا سبب بھی اسی کو قرار دے رہے ہیں۔ پس یہ تمام احادیث جو ہم نے ماقبل میں ذکر کیں اہلِ معاشرہ کو اُخوت، بھائی چارگی، باہمی محبت اور اتفاق واتحاد کا درس دے رہی ہیں اور ایک بہترین معاشرہ فراہم کرنے کے اصولوں کی نشاندہی کر رہی ہیں۔

جبکہ آج ہمارا معاشرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو پس پشت ڈالنے کی وجہ سے ہی دن بہ دن تنزلی کی طرف گامزن ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج قریب سے قریب تر رشتہ دار چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے کے گھر آنا جانا بند کر دیتے ہیں، میاں بیوی ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا تقاضا کرتے ہوئے علیحدگی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں، یہاں تک کہ سگے بھائی میراث کی تقسیم میں ادنیٰ سے اختلاف پر قتل وقتال کے لیے کمر بستہ ہو جاتے ہیں، پس لامحالہ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ طلاق کی شرح روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے، قتل وغارت گری کا بازار گرم ہوتا چلا جاتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک اچھا بھلا معاشرہ تباہی کے آخری درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔

اگر صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی ان تعلیمات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان پر عمل کیا جائے اور ان تعلیمات کو اہلِ معاشرہ میں عام کیا جائے اور اس کی تعلیم سے ان کے سینوں کو مزین کرنے کے ساتھ ساتھ ان اصولوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذخیرۂ احادیث میں ہمیں ملتے ہیں، ان کو اصلاحِ معاشرہ کے لیے بروئے کار لایا جائے، تاکہ معاشرے میں روزمرہ کی بنیاد پر پیش آنے والے نت نئے مسائل کا حل تلاش کیا جا سکے۔

حوالہ جات

۱: النهاية في غريب الحديث والأثر للعلامة أبي السعادات المبارك بن محمد الجزري ابن الأثير (المتوفى سنة:٦٠٦)، ١٩١/ ٥، "باب الواو مع الصاد"، الناشر: المكتبة الإسلامية

۲: مرقاة المفاتيح :١٨٩/ ٩ "باب البر والصلة"، الناشر: مكتبة امدادية، ملتان

۳: القرآن سورة الرعد، رقم الآية:٢١

٤: تفسير القرآن العظيم للحافظ عماد الدين إسماعيل بن عمر ابن كثير الدمشقي المتوفى سنة: ٧٧٤، ٣٨٧/ ٤، "سورة الرعد"، الناشر: دار الكتب العلمية، ط: الأولى ١٤١٩ / ١٩٩٨ء

٥: القرآن، سورة الأحزاب، رقم الآية: ٢١

٦: تفسير ابن كثير: ٣٥٠/ ٦ "سورة الأحزاب"

٧: القرآن، سورة محمد، رقم الآية: ٣٣

٨: تفسير ابن كثير: ٢٩٨/ ٧، "سورة محمد"

٩: صحيح مسلم: ١٩٨١/ ١، "باب صلة الرحم، وتحريم قطيعتها من كتاب البر والصلة والآداب"، الناشر: دار إحياء الكتب العربية، ط: الأولى ١٤١٢ - ١٩٩١ء، (رقم الحديث: ٦٦١١)

١٠: إكمال المعلم بفوائد مسلم للحافظ عياض بن موسي (المتوفي سنة:٥٤٤)، ١٩/٨، "باب صلة الرحم، وتحريم قطيعتها"، الناشر: دار الوفاء، ط: الأولي ١٤١٩ -١٩٩٨ء

١١: صحيح مسلم بشرح النووي، ١١٢/١٦، "باب صلة الرحم وقطيعتها" الناشر: المطبعة المصرية، ط: الأولي ١٣٤٩ -١٩٣٠ء

١٢: صحيح البخاري: ١٠٣/ ٤ (رقم الحديث :٣١٨٣)

١٣: إكمال المعلم بفوائد مسلم: ٥٢٣/ ٣، (باب فضل النفقة والصدقة علي الأقربين)

١٤: سنن أبي داود للحافظ سليمان ابن الأشعث السجستاني (المتوفي:٢٧٥)، ٣٣٧/ ٤، "كتاب الأدب" الناشر: المكتبة العصرية

١٥: صحيح البخاري: ٥/ ٨، "باب من بسط له في الرزق بصلة الرحم" (٥٩٨٦)

١٦: سنن الترمذي لأبي عيسي محمد بن عيسي بن سورة (المتوفي سنة:٢٩٧)، ٣٥١/ ٤، "باب ماجاء في تعليم النسب"، (١٩٧٩ء)، ناشر: شركة ومطبعة مصطفي البابي الحلبي، ط:الأولي ١٣٨٢ / ١٩٦٢ء

١٧: شعب الإيمان للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (المتوفي سنة:٤٥٨): ٣٣٨/ ١٠، (٧٥٩١) ناشر: مكتبة الرشد، ط: الأولى ١٤٢٣ -٢٠٠٣م

١٨: صحيح مسلم، ١٩٨١/ ١، "باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها"

..... ۞ ..... ۞ ..... ۞ .....